7 ستمبر 1974ء
منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم قرار دینے کا تاریخی دن

مولانا مجاہد الحسینی

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر دین اسلام مکمل کر کے اپنی تمام نعمتیں پوری کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی و رسول، قرآن کریم کو آخری آسمانی کتاب، دینِ اسلام کو آخری دین اور امت مسلمہ کو آخری امت قرار دیا ہے، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں نازل شدہ قرآن کریم کی آخری آیت کریمہ اور آخری وحی کے مطابق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیل دین کی امت کو تعلیم دی اور یہود ونصاریٰ کی سازش کے تحت جب یمامہ کے علاقے میں تکمیل دین اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف فتنہ انکارِ ختم نبوت رونما ہونے لگا اور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے اسلامی تعلیمات کے خلاف سرگرمیوں کا آغاز کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کسی قسم کے بحث ومباحثے اور مناظرے کا اہتمام نہیں کیا تھا، نہ ہی مباہلے اور چیلنج کا کوئی طریقہ اختیار کیا گیا تھا، بلکہ اس فتنے کی خبر ملتے ہی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ایک نوجوان صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کے خلاف لشکر کشی کا حکم دیا تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا اور مجاہدین کے اس لشکر کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم الوداع کہنے ساتھ تھے۔

بہر نوع حضرت اسامہ بن زید اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم نے اپنے مجاہدین ساتھیوں کی مدد اور تعاون اور پوری ہمت وشجاعت کے ساتھ مسیلمہ کذاب سمیت منکرین ختم نبوت کو جہنم واصل کر کے اس فتنے کا سدباب کیا تھا اور اس معرکۃ الآرا اقدام میں سات سو حافظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش کر کے تکمیل دین وعقیدۂ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہ آنے دی تھی، بعدازاں مختلف ادوار میں جب بھی غیر مسلموں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے تحت کسی نے اپنی جھوٹی نبوت کا دعوے دار بن کر امت مسلمہ میں فتنہ گری کی سعی مذموم کی تو منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے

لئے قطعاً کسی تساہل اور غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا گیا، حتی کہ ایران میں اٹھنے والے محمد علی باب اور بہاؤاللہ کے بانی اور بہائی فتنوں کے بانیوں کے سر قلم کر کے ان کے پیروکار قید و بند میں جکڑے گئے یا ملک بدر کر دیئے گئے تھے، نتیجتاً ایک مدت تک کسی کو اسلام کے متفقہ اور مسلمہ عقیدۂ ختم نبوت کا تقدس اور اس کی عظمت کے خلاف کسی قسم کی جسارت نہ ہو سکی تا آنکہ برصغیر میں جب مسلم حکومت (مغلیہ سلطنت) کو فرنگی سامراج نے تخت و تاراج کر کے اپنی گرفت مضبوط کر لی تو برطانوی غاصب حکمرانوں کے خلاف علمائے ہند کی تحریک جہاد پریشان کن بھی تھی اور انگریز اس سے خائف بھی، چنانچہ برطانوی حکومت نے قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں ایک ایسا جھوٹا اور جعلی نبی تیار کیا جو انگریز حکومت کو اللہ کی رحمت قرار دیتا اور جہاد کو ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیتا تھا، اس کا نام مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار احمدی قادیانی کہلاتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف یہ کہ عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اسلام میں نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے اپنے نئے عقائد و نظریات کی برملا تبلیغ کی بلکہ اپنے لٹریچر میں یہاں لکھا ہے کہ قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ میں جہاں جہاں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تذکرہ اور نام آیا ہے، اس سے مراد میں ہوں اور میں وہی محمد رسول اللہ ہوں جو مکہ میں آیا، جس پر قرآن نازل ہوا تھا (نعوذ باللہ)، (بحوالہ: ایک غلطی کا ازالہ) غرضیکہ ایسے گستاخانہ اور توہین آمیز نظریات کو پروان چڑھانے کے لئے برطانوی حکمرانوں نے اسے اور اس کی جماعت ''احمدیہ'' قادیانیہ کو مکمل تحفظ فراہم کیا اور اس کے پیروکاروں کے لئے حکومت میں ملازمت اور دیگر وسائل و ذرائع بے دریغ فراہم کئے گئے۔

برصغیر میں مرزائیوں اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور امت مسلمہ کے خلاف ان کی خطرناک سازشوں کے پیش نظر علمائے کرام اور دینی جماعتیں تو زبان و بیان اور تحریر و تقریر کے ذریعے لوگوں کو اس فتنے سے متنبہ کرتی رہیں اور علمائے لدھیانہ، مولانا رشید احمد گنگوہی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا کرم دین بھیں چکوال دیوبندی، پروفیسر محمد الیاس برنی اور دیگر شخصیات نے انفرادی طور پر اور چوہدری افضل حق اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ کی مجلس احرار اسلام نے جماعتی صورت میں فتنہ انکارِ ختم نبوت اور نبوت کا ذبہ کے مکروہ خدوخال اور خطرناک سیاسی عزائم سے خبردار کرتی رہی ہے، اس محاذ پر شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنی تصنیف ''حرفِ اقبال'' میں اور اپنے منظوم کلام میں قادیانی فتنے کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ خصوصی طور سے مطالعہ کے لائق ہے، نیز علامہ اقبال نے سابق بھارتی وزیر اعظم اور ممتاز کانگریسی رہنما پنڈت جواہر لال نہرو کے ایک خط کے جواب میں یہاں تک لکھا ہے کہ ''یہ قادیانی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔'' (نہرو کے خطوط) چنانچہ علامہ اقبال نے قادیانیوں کی غداری کے پیش نظر کشمیر کمیٹی سے مرزا غلام احمد کے لڑکے بشیر الدین محمود کو نکال دیا تھا۔

علاوہ ازیں برصغیر کے دینی اور ملی رہنماؤں میں سے علامہ اقبال پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے قادیانی فتنے کو کاشت کرنے والے برٹش ایمپائر سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مرزائی چونکہ انکار ختم نبوت کی وجہ سے غیر مسلم ہیں لہٰذا انہیں بھی غیر مسلم

اقلیتوں میں شامل کیا جائے۔

1857ء سے لے کر 1947ء تک برطانوی غاصب سامراج کی غلامی سے نجات اور حصول آزادی کی جتنی تحریکیں بروئے کار آئی ہیں، ان سب میں برطانوی حکمرانوں کے ایجنٹوں اور ان کے مفادات کا تحفظ کرنے والے ان مرزائیوں قادیانیوں نے نہایت گھناؤنا کردار ادا کیا ہے، حتیٰ کہ تحریک قیام پاکستان کے آخری مرحلے میں جب مسلم اور غیر مسلم کی بنیاد پر علاقائی تقسیم کی نوبت آئی تو پنجاب کا ضلع گورداسپور ابتدائی مردم شماری میں مسلم اکثریت کی بنا پر پاکستان میں شامل کیا گیا تھا اور اخبارات میں اعلان بھی ہوگیا تھا، مرزائی قادیانیوں نے اپنے مرکز قادیان اور کشمیر کے جنت نظیر حصے سری نگر اور جموں کو بھارتی علاقے میں شامل کرنے کے لئے ریڈکلپ ایوارڈ کے سامنے یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام قادیانی کو نبی ماننے والے چونکہ مسلمانوں سے ایک الگ یونٹ ہیں، اس لئے ضلع گورداسپور کی ازسرنو گنتی کی جائے، چنانچہ قادیانیوں کی سازش کامیاب ہوگئی اور ضلع گورداسپور غیر مسلم اکثریت کا علاقہ قرار دے کر پاکستان کی بجائے بھارت میں شامل کر دیا گیا، نتیجتاً کشمیر کا مسئلہ رونما ہوگیا کہ یہ علاقہ بھارت میں شامل ہو یا پاکستان میں؟ مرزائیوں کی طرف سے قادیان کو بھارت میں شامل رکھنے کا موقف اس خطرے کے پیش نظر تھا کہ اگر قادیان اسلامی مملکت پاکستان میں شامل ہوگیا تو امت مسلمہ زبردست مخالفت اور علامہ اقبال کے مطالبہ غیر اقلیت کی وجہ سے کسی وقت بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی بنا پر انہیں ضرور غیر مسلم قرار دے دیا جائے گا اور ایک اسلامی مملکت میں ''جھوٹے نبی'' کی قبر کا وجود ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا، چنانچہ مرزائیوں نے اپنے انگریز مربیوں اور سرپرستوں سے ساز باز کر کے ''قادیان'' کو بھارت میں رکھنے کے لئے ضلع گورداسپور پاکستان سے الگ کرا دیا تھا۔

طرفہ یہ کہ مشرقی پنجاب سے جب تمام مسلمانوں کو بزور شمشیر ترک وطن کرا کے پاکستان کی جانب ہجرت پر مجبور کر دیا گیا تھا تو پورے مشرقی پنجاب میں صرف قادیان ہی ایسا شہر ہے جہاں پر مرزائی رہائش پذیر ہیں اور انہوں نے بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں میں اپنے مرکز قائم کر رکھے ہیں (قادیان اور ربوہ چناب نگر) جبکہ امت مسلمہ کی جلیل القدر دینی، علمی اور روحانی شخصیت حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے شہر سرہند میں عرس کے دنوں کے علاوہ کسی کو بھی مستقل طور پر وہاں مسلم آبادی قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے، مسلم مملکت پاکستان کا دستور مرتب کرنے کے لئے ملک کے دوسرے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے بنیادی اصول وضع کرنے کی خاطر ایک کمیٹی مقرر کی تھی، جس نے اپنی دستوری سفارشات میں پاکستان کے سربراہ مملکت کے لئے مسلمان ہونا لازم قرار دیا تھا۔

ان دنوں چونکہ مسلم لیگی حکمران پاکستان کے کسی کلیدی عہدے کے لئے ''مسلم اور غیر مسلم'' کا فرق و امتیاز ملحوظ نہیں رکھتے تھے جس کا واضح ثبوت پاکستان کی وزارت قانون پر ایک غیر مسلم جوگندر ناتھ منڈل کو متمکن کیا گیا تھا اور وزارت خارجہ کا اہم کلیدی عہدہ مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کے سپرد کر رکھا تھا حتیٰ کہ مسلم لیگی حکمران مرزائیوں (قادیانیوں)

کو مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتے تھے، اس غلط پالیسی کے تحت قیام پاکستان کے ابتدائی دنوں میں مرزائیوں حتیٰ کہ سر ظفر اللہ کو حج کے موقع پر سرزمین مقدس کے حدود حرم شریف میں داخلے کی اجازت دی گئی تو یہ پاکستانی حجاج کرام کی غیرتِ اسلامی لائق صد تحسین ہے کہ انہوں نے احرام کی حالت میں سر ظفر اللہ مرزائی کو جب منیٰ میں شاہی مہمان کی حیثیت سے دیکھا تو سخت احتجاج کرتے ہوئے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک منکر ختم نبوت مرتد کو حدود حرام سے نکال باہر کریں، اس کے بعد حکومت سعودیہ نے قادیانیوں کے عقائد ونظریات کی بابت مکمل معلومات حاصل کی تھیں اور ''القادیانی والقادیانیہ'' کے زیر عنوان ایک کتاب بھی شائع کرائی گئی تھی، بہر نوع ان ناگفتنی حالات کے پیش نظر مشرقی اور مغربی پاکستان کے ممتاز علمائے کرام، دینی رہنماؤں، مشائخ عظام اور مسلم لیگ سمیت اسلامی فکر ونظر کی حامل شخصیات نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دستوری سفارشات کے مطابق دستور میں مسلمان کی تعریف اور تشریح واضح طور پر درج کی جائے تا کہ کوئی غیر مسلم اسلام کے نام سے مسلمانوں کا نمائندہ اور صدر مملکت کا عہدہ دار نہ بن سکے، نیز اسلامی مملکت پاکستان میں منکرین ختم نبوت کو امت مسلمہ کے اجتماعی عقیدے اور فیصلے بالخصوص علامہ اقبال کے مطالبے کے مطابق قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے سر ظفر اللہ سمیت تمام مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے، اس مطالبے کا ایک محرک یہ بھی تھا کہ 1952ء میں قادیانیوں کے لیڈر مرزا محمود نے اپنے جماعتی ترجمان روزنامہ ''الفضل'' ربوہ میں ایک اعلان کے ذریعے اپنی جماعت کو برانگیختہ کیا تھا کہ وہ ملک میں ایسے حالات پیدا کریں کہ ہمارے مخالفین احمدیت (مرزائیت) قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں، دوسرا یہ کہ مرزا محمود نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ خون کا بدلہ لیا جائے گا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے، ملا محمد شفیع سے، ملا بدایوانی سے، ملا احتشام الحق سے اور پانچویں سوار ملا مودودی سے۔ (الفضل ربوہ جولائی 1952ء)

اس اشتعال انگیز اور دہشت گردی کی خطرناک دھمکی کا تمام دینی جماعتوں اور ممتاز سیاسی رہنماؤں نے سخت نوٹس لے کر قادیانیوں کے خلاف تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے آئینی طور پر اپنے عقائد ونظریات اور اپنے وجود کے تحفظ کی راہ اختیار کی، چنانچہ قادیانیوں کی جارحیت کے سدباب کے لئے 1953ء میں قادیانیوں کی بابت مطالبات پر مشتمل تحریک ہمہ گیر ہو گئی، حکومت نے مسلمانوں کے معقول مطالبات کا آئینی وقانونی حل تلاش کرنے کی بجائے پوری طاقت کے ساتھ تحریک کو کچلنے اور قادیانیوں کو تحفظ دینے کی کوشش کی، چنانچہ لاہور کے چوک دہلی دروازہ، چوک دالگراں اور حسین آگاہی ملتان میں سینکڑوں شمع رسالت کے پروانے شہید کر دیئے گئے اور مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کو جیلوں میں بند کر دیا گیا تھا تحریک کے ترجمان روزنامہ ''زمیندار'' اور ''روزنامہ آزاد'' لاہور کی اشاعت ایک سال کے لئے ممنوع قرار دے دی گئی تھی، جب تحریک ختم نبوت نے زبردست شدت اختیار کی تو 5 مارچ 1953ء کو جنرل اعظم خاں کی قیادت میں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آ گیا تھا۔

غرضیکہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام دینی طبقوں کی جانب سے مطالبات کا تسلسل جاری رہا تا آنکہ 1973ء میں جب پاکستان کا پہلا متفقہ اسلامی دستور منظور ہوا تو اس میں عقیدۂ ختم نبوت کے اجتماعی عقیدے کے تحفظ کی ضمانت دی گئی تھی، اس کے مطابق 1974ء میں منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں تحریک پیش ہوئی جس پر بھٹو حکومت نے مسلمانوں کے نمائندہ علماء و مشائخ اور قادیانیوں کے مرکزی رہنما مرزا طاہر کو اپنا موقف اور اپنے عقائد و نظریات واضح کرنے کی دعوت دی تا کہ کوئی یہ شکوہ نہ کر سکے کہ ہمیں اپنی پوزیشن اور اپنا موقف صحیح طور پر پیش کرنے کا موقع فراہم نہیں کیا گیا تھا، چنانچہ علمائے کرام اور قادیانیوں کے نمائندوں نے کئی روز تک پوری تسلی کے ساتھ اپنے اپنے موقف اور عقائد کی وضاحت کی، جو ملک کے تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے نشر ہوتے رہے، مرزائیوں کے نمائندوں نے اعتراف کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور مجدد مانتے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات مسلمانوں سے مختلف ہیں، چنانچہ قادیانیوں کا مؤقف معلوم کر کے قومی اسمبلی کے معزز اراکین نے 7 ستمبر 1974ء کو اللہ کے آخری نبی اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹی نبوت کا دعویٰ اور اعلان کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو اور اس پر کسی طور پر بھی ایمان لانے والوں کو غیر مسلم قرار دینے کا قانون منظور کرتے ہوئے امت مسلمہ کے اجماعی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی سعادت حاصل کی۔

قومی اسمبلی کے اس تاریخی فیصلے کے بعد قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی سے خطاب کے دوران کہا تھا کہ یہ فیصلہ میرا ذاتی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا ہے، ساری دنیا کے مسلمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی ذات کے بعد جو بھی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، علامہ اقبال، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا مودودی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف اور تمام مسالک اور مکاتب فکر کے علماء و مشائخ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو نبی یا امام مہدی ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کے لئے انگریزی دور حکومت سے تحریک شروع کر رکھی تھی، اسے تسلیم کر لیا گیا ہے اور خود قادیانی مرزائی بھی مسلمانوں کو نہ تو مسلمان سمجھتے، نہ مسلمانوں کے ساتھ نکاح کرتے، نہ ان کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں، جیسا کہ سر ظفر اللہ خاں نے وزیر خارجہ ہونے کے باوجود اپنے محسن بانی پاکستان کا جنازہ نہیں پڑھا تھا بلکہ جنازے میں شریک غیر مسلم سفیروں اور وزیروں کی صف میں شامل ہو کر کھڑا رہا تھا، قومی اسمبلی نے امت کا دیرینہ مطالبہ تسلیم کر کے ایک تاریخی فیصلہ کیا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ، اس کا آخری نبی، ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ساری دنیا کے مسلمان خوش ہوئے ہیں اور فیصلے کا زبردست خیر مقدم کیا گیا ہے، نیز دنیا کے اسلامی ممالک سعودیہ، شام، سوڈان، مصر اور انڈونیشیا وغیرہ بھی قادیانیوں کے خلاف قانون بنا چکے ہیں، 7 ستمبر ایک تاریخ ساز اور وحدت امت کے حوالے سے لازوال واقعہ ہے۔

☆......☆......☆